آئی ٹی کارنر

آئی ٹی نے ذہین اور ہونہار طالب علم کی ذہنی کوفت کو ختم کردیا

جب پتا کھوگیا

تحریر : ڈاکٹر سائرہ بانو

اسامہ سخت پریشان تھا۔اس کے امتحان ہونے والے تھی۔ڈیٹ شیٹ آچکی تھی۔وہ کالج جاکر اپنا ایڈمٹ کارڈ بھی لے آیا " تھا۔صرف ایک ہفتے بعد اس کے امتحان شروع ہورہے تھی۔پہلا پرچہ انگریزی کا تھا جس کے دو روز بعد اردو کا پرچہ تھا پھر چند روز وقفے کے بعد ریاضی،فزکس اور کیمسٹری کے پرچے تھی۔اسامہ ایک اچھا اسٹوڈنٹ تھا وہ پڑھنے لکھنے میں کسی سے پیچھے نہیں تھا سبھی مضامین میں اس کے اچھے نمبر آتے تھے آج تک اس نے 70 فیصد سے کم مارکس حاصل نہیں کیے تھی۔اس کی پریشانی کی وجہ امتحان نہیں تھے اور نہ اسے امتحان دینے کا کوئی خوف تھا۔اس کے خوف یا پریشانی کا بنیادی سبب یہ تھا کہ اس کے کالج کا ایک دوست فضل کریم اس کے رجسٹر اور کتابیں لے گیا تھا۔اس نے کوئی ایک ماہ پہلے اسامہ سے یہ رجسٹر اور کتابیں یہ کہہ کر لی تھیں کہ وہ چند روز میں انھیں کالج لے آئے گا اور اسامہ کے حوالے کردے گا مگر ایسا نہ ہوسکا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو شہر میں ہنگاموں کے باعث ایک روز اسامہ کالج نہ جاسکا شاید فضل کریم اس دن کالج آیا ہو اور اسامہ کے رجسٹر اور کتابیں ساتھ لایا ہو اور جب اس نے یہ دیکھا ہوکہ اسامہ کالج نہیں آیا تو وہ اسے واپس اپنے ساتھ لے گیا ہو۔چند روز بعد اسامہ کالج گیا تو اب فضل کریم غائب تھا۔ایک دن دو دن تین دن اسامہ کئی روز تک اس آس پر کالج جاتا رہا کہ شاید فضل آجائے اور اس کا رجسٹر و کتابیں لے آئے مگر فضل کریم واپس نہیں آیا۔اسامہ کی پریشانی بڑھنے لگی۔اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کری....اس کو ابھی اپنے امتحان کی مزید تیاری کرنی تھی۔تیاری تو اس کی پوری تھی مگر وہ مزید کرنا چاہ رہا تھا تاکہ اپنی پرسنٹیج کو زیادہ سے زیادہ بہتر بناسکی۔

اسامہ کی امی ابو محسوس کررہے تھے کہ وہ کچھ پریشان ہے انھوں نے اسامہ سے اس کی وجہ پوچھنی چاہی تو وہ ٹال گیا۔اس کے امی ابو نے یہ سوچ کر خاموشی اختیار کرلی کہ اس پر امتحان کا بوجھ ہی۔اسامہ کی امی نے اپنے شوہر اور اسامہ کے ابو سے کہا : '' آپ اسامہ کو پیار سے سمجھائیں اس سے کہیں کہ امتحان کا اتنا ٹینشن نہ لی۔یہ وقت ٹینشن لینے کا نہیں ہے بلکہ پرسکون رہنے کا ہی۔''

'' نہیں بیگم ! اس وقت اسامہ سے کچھ نہ کہو ورنہ وہ مزید پریشان ہوجائے گا۔'' اسامہ کے ابو نے اپنی بیوی سے کہا۔اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔امتحان ختم ہوں گے تو خود ہی ٹھیک ہوجائے گا۔''

اپنے شوہر کی بات سن کر اسامہ کی امی خاموش ہوگئیں۔مگر ان کی پریشانی کم نہیں ہوئی۔ان کا دل کہہ رہا تھا کہ کوئی نہ کوئی مسئلہ ضرور ہے جبھی اسامہ اس قدر پریشان ہی۔آخر رات کو سونے سے پہلے انھوں نے اسامہ سے علیحدگی میں بات کی اور کہا : ''کیا بات ہے بیٹا؟ کیا پریشانی ہی؟ مجھے بتائو۔دیکھو ماں سے کوئی بات نہیں چھپاتی۔''

'' نہیں امی! کوئی بات نہیں ہی۔بس ایسے ہی...'' اسامہ نے کہنا چاہا تو اس کی امی نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت بھرے لہجے میں کہا : ''ماں سے جھوٹ نہیں بولتی...ماں سے تم کچھ نہیں چھپاسکتی۔بتائو کیا بات ہی؟ ' '

'' امی...'' کچھ ہچکچاتے ہوئے اسامہ نے پوری بات اپنی امی کو بتادی کہ کس طرح اس نے اپنا رجسٹر اور دو کتابیں اپنے دوست فضل کریم کو دی تھیں اور وہ ابھی تک کالج نہیں آیا۔''کیا وہ لڑکا دھوکے باز ہی؟'' پوری بات سننے کے بعد اس کی امی نے کہا۔

'' نہیں امی! وہ اچھا لڑکا ہی۔'' اسامہ نے جواب دیا۔''تو پھر اس نے وعدہ خلافی کیوں کی؟'' اسامہ کی امی نے پوچھا۔

جس روز اسے کالج آنا تھا اس روز میں نہیں جاسکا تھا۔‘‘ اسامہ نے کہا ’’بعد میں میں آگیا تو وہ نہیں آیابس اسی لیے ’’
‘‘یہ مسئلہ پیدا ہوا۔

بات تو پریشانی کی ہی۔‘‘ اسامہ کی امی نے کہا ’’ ویسیاس لڑکے کا کیا نام ہے اس کا نام فضل کریم ہے کہاں رہتا ہے ’’
اور اس کا کوئی پتا یا فون نمبر ہے تمھارے پاس؟‘‘ امی نے سوال کیا۔’’امی ! اس کا پتا تو میرے پاس نہیں ہی۔‘‘ اسامہ نے کہا
‘‘’’البتہ فون نمبر ہی۔

فون نمبر کہاں کا ہی؟‘‘ امی نے پوچھا تو اسامہ نے بتایا کہ وہ گلشن اقبال کا ہی۔’’

گلشن اقبال تو بہت بڑا ہی۔گلشن میں وہ کہاں رہتا ہی؟‘‘ امی نے پوچھا تو اسامہ نے مایوسی کے عالم میں سر ہلایا۔’’

لائو میں اس کے نمبر پر فون کرتی ہوں۔‘‘ امی نے اٹھنے کی کوشش کی تو اسامہ نے انھیں روک لیا۔’’

‘‘میں فون کرچکا ہوں۔اس پر مسلسل یہ میسیج چل رہا ہے کہ یہ نمبر عارضی طور پر بند ہی۔’’

اوہ! پھر تو بڑا مسئلہ ہوجائے گا۔‘‘ امی نے کہا۔ابھی وہ دونوں کسی گہری سوچ میں تھے کہ اسامہ کا بڑا بھائی طلحہ ’’
کمرے میں داخل ہوا۔اس نے ایک نظر ان دونوں کی طرف دیکھا۔اسامہ بڑے بھائی کو دیکھ کر ڈر گیا۔وہ طلحہ سے بہت ڈرتا
تھاوہ یہ بھی جانتا تھا کہ جب طلحہ کو یہ پتا چلے گا کہ اس کا رجسٹر اور کتابیں اس کے کسی دوست کے پاس ہیں جس کے
گھر کا پتا تک اسے معلوم نہیں ہے تو وہ اسے بہت ڈانٹے گا۔

کیا مسئلہ ہی؟ امی کو پریشان کیوں کررہے ہو؟‘‘ طلحہ نے اسامہ سے پوچھا تو اسامہ جواب دینے کے بجائے مدد ’’
طلب نظروں سے اپنے بھائی طلحہ کی طرف دیکھنے لگا۔’’وہ بیٹا.... بات یہ ہے کہ.... ‘‘ امی نے کچھ کہنا چاہا تو طلحہ نے ان
کی بات کاٹ دی۔

امی! میں سب کچھ سن چکا ہوں۔مجھے سب معلوم ہی۔‘‘ پھر اس نے اسامہ کی طرف رخ کرکے کہا ’’اپنے اس دوست ’’
‘‘کا ٹیلی فون نمبر مجھے دو۔اس کے گھر کا پتا نکالنا میرا کام ہی۔

کیا مطلب؟ تم اس کا پتا معلوم کرلوگی؟ کیسی؟‘‘ امی نے سوال کیا۔’’

امی! یہ اکیسویں صدی ہی...کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی صدی ہے اور آئی ٹی اس صدی کی اہم زبان ہی۔اس دور میں ’’
کسی بھی انسان کا پتا نکالنا کوئی مشکل کام نہیں ہی۔‘‘ طلحہ نے کہا :’’مگر کیسے بیٹا؟‘‘ امی نے دلچسپی سے پوچھا۔اب اسامہ
بھی بھائی کی طرف متوجہ تھا۔

میرا کمپیوٹر آن کرو اسامہ!‘‘ طلحہ نے بھائی سے کہا تو وہ تیزی سے کمرے کی طرف لپکا۔تھوڑی دیر بعد طلحہ ’’
اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا تھا۔اس کی امی اور اسامہ بھی اس کے ساتھ بیٹھے تھی۔طلحہ نے ایک سائیٹ کھولی جو کراچی
کے بارے میں تھی۔اس میں ٹیلی فون ڈائریکٹری بھی تھی۔اس نے اس پر کلک کیا تو سامنے دو بکس کھل گئی۔ایک میں کسی کا
نام اور پتا لکھ کر اس کا فون نمبر معلوم کیا جاسکتا تھا اور دوسرے بکس میں فون نمبر لکھ کر اس کا پتا معلوم ہوسکتا تھا۔طلحہ
نے اسامہ سے اس کے دوست فضل کریم کے گھر کا فون نمبر لے کر اس میں درج کرکے اینٹر کردیا چند سیکنڈز میں ہی گلشن
اقبال کے ایک علاقے کا مکمل پتا ان کے سامنے اسکرین پر جھلملا رہا تھا۔اسامہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں اس نے
جلدی سے وہ پتا ایک کاغذ پر نوٹ کرلیا۔طلحہ کی امی طلحہ کو بڑے فخر اور مسرت سے دیکھ رہی تھیں۔انھوں نے پوچھا ’’بیٹا !
‘ ‘ یہ کیسا جادو ہی؟

ہاں امی...ایک اور جادو دیکھیں۔‘‘ یہ کہہ کر طلحہ نے اپنے گھر کا فون نمبر اوپر والے بکس میں لکھ کر اینٹر کیا تو ’’
اس کے ابو کا نام اور پورا پتا سامنے آگیا۔یہ تھی آئی ٹی کی وہ افادیت جس کی وجہ سے اسامہ کو نہ صرف ذہنی ٹینشن سے

نجات ملی بلکہ اسے بروقت اپنے دوست کے گھر کا پتا بھی مل گیا۔وہ اڑتا ہوا اس کے گھر گیا اور اپنے رجسٹر و کتابیں لے آیا۔اس کے دوست فضل کریم نے اس سے معذرت بھی کی۔

*****